روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 23 فروری 2012ء .... 1433 ہجری 23 تبلیغ 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 45

انگوٹھی کی مانند

حضرت القاضی الحافظ المحدث محمد بن علی شوکانی الیمانی الصنعانی (متوفیٰ 1250ھ) لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کیلئے انگوٹھی کے مانند ہیں جسے وہ پہنتے اور اس سے زینت حاصل کرتے ہیں کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہیں۔ (فتح القدیر جلد 4 صفحہ 276 مطبوعہ مصر 1350ھ)

علاوہ ازیں حضرت علامہ محمد مشہدی نے بھی ''مجمع البحرین'' مطبوعہ ایران میں خاتم کے معنی ''زینت'' کے لئے ہیں۔ (جلد نمبر 2 صفحہ 470)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیاء وصدق و صفاء وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیا سے بڑھ کر اور سب سے افضل اور اعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین وآخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر و پاک تر ومعصوم تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد2 ص 71)

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا (۔) وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

(اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد8 ص 308)

رکوع وسجود میں جوش

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''نماز میں جو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا جاتا ہے، وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھادے کہ اُس کی عظمت کے برخلاف کوئی شے مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں، وہی موید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے لئے جوش نہیں رکھتے۔ اُن کی نمازیں جھوٹی ہیں اور ان کے سجدے بے کار ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو۔ یہ سجدے صرف منتر جنتر ٹھہریں گے۔ جن کے ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔ یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو، فائدہ مند نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے۔ ایسا ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے، جب تک اُن کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 262)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ترجمہ قرآن استاد سے پڑھیں

حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس مشاورت میں فرمایا:۔

جو تجویزیں اِس وقت پیش کی گئی ہیں، اُن میں سے قرآن کے ترجمہ کا سوال ضرور قابلِ توجہ ہو گیا ہے۔ ہماری جماعت پر ایک وقت ایسا تھا جب ہم یہ اُمید کرتے تھے کہ جماعت کے افراد یہاں آئیں اور قرآن مجید پڑھیں لیکن اب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی وسیع ہوگئی ہے کہ ہم اس سے یہ امید نہیں کر سکتے کہ سب جماعت یہاں آ کر پڑھے۔ گو بہترین صورت یہی ہے اور اب بھی میں اِسی کا قائل ہوں کہ دوست یہاں آئیں اور پڑھیں۔ ترجمہ سے کبھی کوئی شخص قرآن مجید نہیں پڑھ سکتا۔ حوالہ کے لئے بیشک اِس کی ضرورت ہوسکتی ہے لیکن روحانیت پیدا کرنے اور قرآن کریم کے مطالب سمجھنے کے لئے ترجمہ سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا۔ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے اور زندہ چیز ہر وقت حرکت کرتی ہے۔ سینما میں جو تصویریں دکھائی جاتی ہیں کیا تم انہیں زندہ تصویریں کہہ سکتے ہو؟ وہ تصویریں ہوتی ہیں لیکن زندہ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ وہ زندہ سرچشمہ سے منقطع ہو چکی ہوتی ہیں۔ ایک بچہ جس کی اس میں تصویر دکھائی جا رہی ہوتی ہے بڑا ہو چکا ہوتا ہے لیکن اس میں ابھی وہ بچہ ہی نظر آتا ہے۔ تصویر دکھاتی ہے کہ وہ چھاتیوں سے دودھ پی رہا ہے حالانکہ اب وہ دو تین سیر گوشت ہضم کر جاتا ہے۔ تو زندہ چیز زندہ کے ساتھ مل کر ایک نئی چیز پیدا کرتی ہے۔ ترجمہ اگر ہو تو وہ زندہ نہیں کہلا سکتا لیکن جب پڑھنے والا سامنے ہو اور پڑھانے والا اُسے پڑھائے تو چونکہ وہ اُس کے سامنے ہوتا ہے، وہ ترجمہ اُس کے حالات کے مطابق کرتا اور اُس کی ضروریات کو دیکھ کر قرآن کریم کی تعلیم اُس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ترجمہ کرنے والا بھلا کب ساری دُنیا کے خیالات کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ وہ تو ایک لفظ کا ایک ہی ترجمہ کرے گا۔ حالانکہ عربی میں بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے ساٹھ ساٹھ معنے ہوتے ہیں اور اُن ساٹھ معنوں میں سے بعض دفعہ قرآن مجید کی کسی آیت پر دس معنے چسپاں ہو جاتے ہیں اور پھر وہ دس معنے مختلف تشریحات کی وجہ سے سینکڑوں معارف کے حامل ہو جاتے ہیں اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ قرآن مجید کے سات بطن ہیں اور پھر ایک دفعہ فرمایا کہ اس کے سَو معنے ہوتے ہیں۔ اِس کے یہی معنے ہیں کہ قرآن کریم کا ایک ایک بطن آگے کئی کئی معارف پر مشتمل ہوتا ہے اور اس طرح مل کر کئی سَو حقائق ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ۔یعنی وہ نئے سے نئے معارف نازل کرتا ہے، اور اِس طرح قرآن کریم کا علم کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ تو جس طرح قرآن مجید اُستاد سے پڑھنے میں آتا ہے اِس طرح ترجمہ سے نہیں آ سکتا۔

پس طریق یہی ہے کہ انسان کسی استاد سے ترجمہ پڑھے اور اس ترجمہ کو صرف اپنے ذاتی استعمال کے لئے رکھ لے۔ یعنی کبھی کسی لفظ کا ترجمہ بھول گئے تو اُس کو دیکھ لیا یا کسی غیر کے سامنے ترجمہ پیش کرنا ہوا تو اُسے پیش کر دیا۔ مگر باوجود اِس کے چونکہ اب ساری جماعت قادیان آ کر نہیں پڑھ سکتی اِس لئے اُنہیں کچھ تو ملنا چاہئے۔ اگر ہماری جماعت کے افراد اُستادوں سے قرآن مجید میں سُستی کر رہے ہیں تو ہم یہ بھی تو نہیں کر سکتے کہ اُن کی طرف سے بالکل توجہ ہٹا لیں اور اُنہیں روحانی طور پر مر جانے دیں۔ بیمار جب بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتا تو اُسے فیڈنگ کپ کے ذریعہ دودھ دیتے ہیں، اور جب دودھ بھی نہیں پی سکتا تو جسم میں جذب ہو جانے والی غذاؤں کی مالش کرتے ہیں۔ مثلاً بادام روغن کی مالش کرتے ہیں، گھی کی مالش کرتے ہیں، نمک اور سونٹھ کی مالش کرتے ہیں اور اس طرح اُس کی طاقت کو بحال رکھتے ہیں۔ تو ترجمہ اُن کے لئے ہے جو پوری غذا نہیں لے سکتے گو بعض اوقات ترجمہ اُن کے لئے بھی فائدہ کی بجائے نقصان کا موجب ہوسکتا ہے کیونکہ بعض دفعہ دشمن کی طرف سے اعتراض ایسے معنوں کی بناء پر ہوگا جو اس ترجمہ میں نہیں لکھے ہوں گے اور اِس طرح وہ جواب دینے سے قاصر رہیں گے۔ پس اصل طریق یہی ہے کہ انسان کسی ایسے اُستاد سے قرآن مجید پڑھے جو زمانہ کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر ان مطالب کو اُس کے سامنے لائے جن مطالب سے بِالعموم اُس کا واسطہ پڑ سکتا ہو۔

دراصل ترجمہ کی مثال ایک ٹانک کی سی ہے، جیسے سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ہے ترجمہ بھی انسان کے لئے ایک ٹانک کا کام دے سکتا ہے۔ اگر ہیضہ، چیچک اور بخار وغیرہ میں کسی مریض کو سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک دیں گے تو اِس سے اُس میں کچھ طاقت تو آ جائے گی مگر اس سے مرض کا علاج نہیں ہوگا۔ غرض ترجمہ ایک ٹانک کا کام تو دے سکتا ہے مگر وہ روحانی بیماریوں کا علاج نہیں۔ پس میں نے چاہا کہ دوستوں کی اس غلط فہمی کو دور کر دوں کہ ترجمہ کے بعد وہ قرآن مجید کسی اُستاد سے پڑھنے سے مستغنی ہو جائیں گے۔ ترجمہ زیادہ سے زیادہ ٹانک کا کام دے سکتا ہے اور ٹانک دوا کا مُمِد تو ہوسکتا ہے مگر دوا کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ اس کے مقابلہ میں اگر دوا ہو تو وہ ٹانک کا بھی قائم مقام ہوسکتی ہے۔ (خطابات شوریٰ جلد 2 ص210)

محترم راویل بخاری کا تعارف خود ان کی زبانی

ترجمہ: مظہر الحق خان صاحب

بی بی سی اپنی انگریزی ویب سائٹ پر ''میری صدی'' کے عنوان سے راویل بخاری صاحب کے بارہ میں انہی کی زبانی لکھتا ہے۔

30-11-1999

راویل بخارائیف

میرا نام راویل بخارائیف ہے۔ میں 1951ء میں دریائے وولگا (Volga) کے کنارے واقع شہر کازان میں ایک ریاضی دان خاندان میں پیدا ہوا۔ پیدائشی طور پر میں ایک مسلمان ہوں۔ مگر حالات ایسے تھے کہ 1989ء تک اسلام کے بارہ میں کوئی واضح تصور میرے پاس نہیں تھا کیونکہ سالہا سال سے میں اشتراکی روسی ریاستی الحاد میں زندگی بسر کرتا رہا۔ آجکل میں ایک ریڈیو کا صحافی ہوں، ایک طرح سے مذہبی سکالر، ایک زبان دان، ایک مصنف اور شاعر اور ایک ایمان رکھنے والا مسلمان۔

میرے والدین دونوں 30 کی دہائی میں دوسری جنگ عظیم سے پہلے پیدا ہوئے۔ پس اس کا مطلب ہے کہ اشتراکی ریاستی الحاد پہلے سے اپنی بلندی پر تھا۔ انہیں اپنے پس منظر کے بارہ میں علم تھا لیکن انہوں نے کبھی اسلام پر ایک مذہب کے طور پر عمل نہیں کیا اور میرے لئے یہ اور بھی زیادہ کم تھا کیونکہ میں 50 کی دہائی میں پیدا ہوا اور اس وقت نہ صرف اسلام پر بحیثیت ایک مذہب، بلکہ میری مادری زبان پر بھی مکمل پابندی تھی جو کہ کازان تاتاری زبان ہے۔ سکول کے نصاب سے اسے نکال دیا گیا تھا۔ کم وبیش سارے تاتاری اسلام کے بارہ میں علم رکھتے تھے۔ وہ جو کوئی بھی تھے، وہ پارٹی عہدیداران یا وہ مینیجر تھے یا سکول کے اساتذہ یا یونیورسٹی کے پروفیسر، وہ کوئی بھی کام بسم اللہ پڑھے بغیر نہیں کرتے تھے۔ پس اس مفہوم میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تاتاری ثقافت جو کہ ہزار سال پرانی ہے، ہمیشہ اسلامی اقدار پر رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ایک خفیہ مسلمان تھا جو ہمیشہ مسجد جانے اور اپنی نماز پڑھنے کے بارہ میں سوچتا رہتا تھا۔ یقیناً یہ صورت نہیں تھی۔ میں ایک طالب علم تھا۔ میں ایک نوجوان آدمی تھا۔ اس صورتحال میں ہر چیز دماغ میں آتی تھی۔ لیکن اگر ایک شخص اسلام یا اپنی اصل، اپنی قوم کی اصل کے بارہ میں کچھ اور زیادہ سیکھنا چاہتا تھا تو وہ ارباب اختیار کی نظر میں ہمیشہ مشتبہ تھا اور ارباب اختیار جو کہ بہت زیادہ نمایاں تھے اذیت دینے اور اپنے خیالات مسلط کرنے میں وہ روسی ارباب اختیار نہیں تھے۔ وہ مقامی تاتاری ارباب اختیار تھے۔ جو اپنے مستقبل کی تعمیر اس پر کرتے تھے۔ وہ بہت زیادہ خوفزدہ تھے۔

1989ء میں ماحول بہت زیادہ فراخدلانہ ہو گیا۔ نہ صرف مذہبی لحاظ سے بلکہ ہر طرح کی اصطلاح میں بھی۔ لیکن ایک مذہبی شخص ہونے کے لئے یہ کافی نہیں کہ منطقی طور پر سمجھ لیا جائے کہ مذہب کیا ہے۔ ایمان خدا ہی کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی میں ایک قسم کا اس میں جکڑا ہوا تھا۔ کیونکہ عقلی طور پر میں سمجھ سکتا تھا کہ اسلام اچھا ہے کیونکہ یہ اچھی بات کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن میری روح میں کچھ نہیں تھا اور صرف ایک چیز جس نے مجھے اس شک سے بچایا وہ یہ تھا کہ لندن میں میں کچھ لوگوں سے ملا جن کو اب میں سچا ...... گردانتا ہوں۔ گو کہ وہ ایک بدعتی کے طور پر باہر کی ایک بڑی دنیا میں اذیتیں دیئے جا رہے ہیں۔ احمدیہ ...... سوسائٹی۔ احمدیت کا بڑا تصور یہ ہے کہ آپ اس کی مخلوق سے پیار اور اس کی مخلوق کی مدد کئے بغیر خدا سے ایک خالق کے طور پر پیار نہیں کر سکتے۔ یہاں میں سمجھا کہ یہ میری منزل ہے کیونکہ ہر چیز ساتھ آئی۔ میری تعلیم، علم اور عقلیت کی میری پیاس اور ایک خالص دینی اور روحانی تجربہ کے لیئے میری جستجو۔ اور اب میں بہت پختہ ایمان رکھتا ہوں کہ کچھ بھی اس دنیا میں غائب نہیں ہوتا۔ آپ کسی چیز کو بہت بے دردی سے کچل تو سکتے ہیں لیکن آپ صرف اسے کسی بڑی گہرائی میں چھپانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ...... کو تباہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ سیاست نہیں ہے، یہ ثقافت نہیں ہے۔ بہر صورت یہ ایک ذہن کی کیفیت ہے۔

http://www.bbc.co.uk/worldservice/people/features/mycentury/transcript/wk48d2.shtml

خدا ضائع نہیں کرے گا

حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی پر رسول کریمؐ کے اخلاق پر جو گواہی دی وہ آپؐ کی ہمدردی خلق سے عبارت ہے۔ انہوں نے عرض کیا تھا۔

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا آپؐ تو رشتہ داروں کے حق ادا کرتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، دنیا سے ناپید اخلاق اور نیکیاں قائم کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے اور حقیقی مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

(بخاری کتاب بدء الوحی باب 1)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

محمد طاہر ندیم صاحب۔عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب۔عرب اور احمدیت

﴿قسط نمبر 34﴾

مصر کی دینی اور اخلاقی حالت کے بارہ میں میرا تأثر

مصر میں عورتوں کی لباس وغیرہ کے معاملہ میں یورپ کی تقلید، عربی فصحیٰ کا بالکل نہ بولنا، قرآن کریم کی کیسٹس لگا کے باتیں کرتے رہنا یا ایسی تلاوت لگانا جس میں ہر آیت کے بعد سب سننے والے واہ واہ کہتے ہیں، وغیرہ ایسے امور تھے کہ جن کی بنا پر مصریوں کی دینی حالت کے بارہ میں میرے ذہن میں ایک منفی تاثر پیدا ہو گیا تھا۔

چنانچہ ایک دفعہ مکرم عمرو عبدالغفار صاحب مجھے ایک دکان پر لے کر گئے جو مولوی تو نہیں تھے لیکن ازہر کے پڑھے ہوئے تھے اور ان کا لباس بھی ازہری علماء کے لباس کے مشابہ تھا۔ عمرو صاحب نے ان سے میرا تعارف کروایا تو وہ مجھے کہنے لگے تم یہاں دین سیکھنے آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: ''اگر یہاں مجھے مل گیا تو''۔ اس پر اس شخص کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ مجھے عمرو صاحب نے کہا کہ یہ تم نے کیا کہہ دیا؟ مصری تو یہی سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس ازہر ہے اور مصر اسلام کا قلعہ ہے، اور وہ شخص گو مولوی نہ تھا لیکن ازہر کا تعلیم یافتہ تھا اس لئے قریب تھا کہ تمہارے ساتھ الجھ جاتا۔

ایک سعید روح

مصر میں میری درسگاہ میں نائیجر کا ایک لڑکا سکالرشپ پر پڑھنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ یہ نہایت سلجھا ہوا، باحیا، محنتی اور صالح نوجوان تھا۔ اس کو بھی عربی سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔ اس کا نام ابوبکر تھا۔ ہماری دوستی ہوگئی اور اکثر درسگاہ، لائبریری وغیرہ اکٹھے ہی جاتے تھے۔ وہ چونکہ معمولی سے وظیفہ پر گزارا کرتا تھا۔ اتنی معمولی رقم میں کھانا پینا اور رہنا بہت مشکل ہوجاتا تھا اس لئے کبھی کبھار میں اس کی مدد کر دیتا تھا۔

میں نے آہستہ آہستہ اسے جماعت کے بارہ میں بتانا شروع کیا۔ قتل مرتد والی کتاب کے ترجمہ کی وجہ سے مجھے اس کی تمام دلیلیں یاد تھیں لہذا میں نے اسے بتایا کہ دیکھو لوگوں کو یہ بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اسی طرح میں نے آہستہ آہستہ اسے بتا دیا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے اور میں جماعت کا مربی ہوں اور عربی زبان کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ میری ہر بات پر اس کا مثبت ردّعمل ہوتا تھا۔ ایک دن میں نے اسے کہا کہ آپ نے کبھی پوچھا نہیں کہ احمدیت نے تمہیں کیا دیا؟ اس نے کہا کہ میرے ذہن میں سوال تو پیدا ہوا تھا لیکن میرا آپ کے ساتھ تعلق ایسا تھا کہ میں نے آپ کو اپنا استاد مانا ہے اس لئے ہمیشہ ایسے سوال سے مجتنب ہی رہا ہوں جس میں کوئی جسارت کا رنگ ہو۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ہمیں کیا دیا؟ آپ نے ایک تو ہمیں قرآن دیا دوسرے نماز دی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ قرآن اور نماز تو پہلے ہی موجود ہیں پھر مسیح موعود نے کیسے دیئے۔ میں نے وضاحت کی کہ حضرت مسیح موعود نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہر بات کو قرآن پر پرکھو، اگر تو وہ قرآن کے مطابق ہے تو اسے لے لو اور اگر اس کے خلاف ہو تو ردّ کر دو۔ چنانچہ وہ حدیث جو قرآن کے ساتھ متفق ہے وہی سچی حدیث ہے اور جو قرآن کے ساتھ ٹکراتی ہے یا تو اسکی ایسی تاویل کرو جو قرآن کے ساتھ متفق ہو جائے بصورت دیگر وہ درست بات نہیں ہوگی جو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کی گئی ہے کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت ﷺ قرآن کے خلاف کوئی بات کر سکیں۔ یہ ایک نہایت محفوظ راہ ہے۔

اور جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپ نماز میں کبھی روئے ہیں؟ اس نے کہا: کبھی نہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود نے ہمیں فرمایا ہے کہ کبھی دروازے بند کر کے بیشک تکلّف سے ہی نماز میں اپنے خدا کے آگے گڑگڑا کے اپنی بخشش چاہو۔ آہستہ آہستہ طبیعت میں رقّت اور گداز پیدا ہو جائے گا اور نماز میں مزا آنے لگے گا۔ پھر خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر مسنون دعاؤں کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ کیونکہ انسان اپنی زبان میں اپنا مافی الضمیر آسانی سے ادا کر سکتا ہے اور ایسے الفاظ اور جملے بول سکتا ہے جن سے طبیعت میں ایک رقّت پیدا ہوتی ہے۔ اور مزا آتا ہے۔ پھر ہمیں حضرت مسیح موعود نے بتایا ہے کہ اگر تمہیں ایسا کرنے سے نماز میں مزہ نہیں آتا تو ایک دو دفعہ ایسا کر کے رُک نہ جاؤ بلکہ اس شرابی کی طرح جس کو جب تک نشہ نہیں آجاتا وہ خم کے خم پیتا جاتا ہے، تم بھی نماز میں اپنی کوشش کرتے جاؤ اور جب تک مزا نہ آنا شروع ہو جائے تھکو نہیں۔ اور خدا سے دعا کرو کہ میں اندھا ہوں ایسا نہ ہو کہ اندھا ہی رہ جاؤں، تو مجھے اپنی طرف آنے کے راستے بتا۔ چنانچہ میں نے اسے کہا کہ اب تم اپنی مسجد میں یا اپنے کمرے میں کسی ایسے وقت میں نماز پڑھنا جب وہاں کوئی اور نہ ہو۔ اور کوشش کرنا کہ خدا کے سامنے اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے رو کر دعا کرو۔ چنانچہ وہ دوسرے یا تیسرے دن صرف یہ بتانے آیا کہ وہ زندگی میں نماز میں پہلی دفعہ رویا ہے اور اسے ایک ناقابل بیان مزا آیا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ یہ چیز ہمیں مسیح موعود نے آکر دی ہے۔ یہ نوجوان بہت متاثر تھا اور ایک پکے ہوئے پھل کی طرح تھا جو کسی وقت بھی صرف ہاتھ لگانے سے احمدیت کی جھولی میں آ سکتا تھا۔ لیکن ایک تو احتیاط کے نقطہ نظر سے دوسرے اچانک مجھے اپنے ویزے کے سلسلہ میں جلدی کارروائی کرنی پڑی اور اس افراتفری میں میں اس سے تسلی کے ساتھ اس بارہ میں بات نہ کر سکا۔ تاہم میں نے قاہرہ میں اور اس کے اپنے ملک میں اس کا ایڈریس لے لیا۔ پھر یہاں لندن سے بارہا اس سے رابطہ کی کوشش کی لیکن رابطہ نہیں ہو سکا۔ اور اس بات کا مجھے آج تک بہت زیادہ افسوس ہے۔

کتاب ''قتل مرتد کی سزا کی حقیقت'' کے عربی ترجمہ کی اشاعت

حضور کے خطاب کا عربی ترجمہ ''حقیقۃ عقوبۃ الرِّدۃ فی الاسلام'' چھپا تو اس کے بعد حضور انور نے اپنے یورپ کے دورہ میں خاکسار کو بھی از راہ شفقت شامل وفد فرمایا۔ اس دورہ کے دوران حضور نے مجھے فرمایا کہ مختلف عرب ملکوں اور لائبریریوں اور بڑی بڑی شخصیات کے ایڈریس اکٹھے کر کے یہ کتاب سب کو بھجواؤ کیونکہ یہ بہت ہی خطرناک عقیدہ ہے اس کا سدّ باب ہونا چاہئے۔

عالمگیر غلبۂ حق کی مہم میں عالم عرب کی اہمیت

اس دورہ کے دوران حضور انور نے خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع کے موقعہ پر عربوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ جب تک عرب ایک بہت بڑی تعداد میں احمدی نہیں ہوتے اس وقت تک عالم اسلام احمدیت کی آغوش میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ عالم اسلام دین میں عالم عرب کو فالو(Follow) کرتا ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ عالم عرب سے ایک اچھی تعداد میں لوگ احمدی ہو جائیں پھر عالم اسلام بھی کثرت سے جماعت میں داخل ہو جائے گا۔

آجکل بفضل اللہ تعالیٰ عالم عرب کی توجہ احمدیت کی طرف ہو رہی ہے اور عرب بھی بکثرت احمدیت کی آغوش میں آتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ وہ دن جلد آئے جب تمام عالم اسلام بھی کثرت کے ساتھ احمدیت میں شامل ہو جائے۔ آمین

مغرب سے طلوع شمس

دورہ جرمنی کے دوران حضور انور نے بعض مراکشی احمدیوں کو بھی شرف ملاقات بخشا۔ جس میں یہ بھی فرمایا کہ حدیثوں میں جو یہ آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مغرب سے طلوع شمس ہوگا۔ اس کے اور بھی کئی معانی ہیں لیکن ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عالم عرب کے مغربی علاقہ میں بڑی کثرت سے احمدیت کا نفوذ ہوگا اور گویا دین کا سورج اس علاقہ سے طلوع ہوگا۔

عین ممکن ہے کہ اس بارہ میں بعض لوگ اعتراض کریں کہ یہ علاقہ تو پہلے ہی مسلمانوں پر مشتمل تھا پھر وہاں سے اسلام کے سورج کے طلوع ہونے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ اس لئے بطور وضاحت خاکسار (محمد طاہر ندیم) عرض کرتا ہے کہ احادیث نبویہ میں مذکورہ آخری زمانہ کی پیشگوئیوں میں ایک یہ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِہَا ہے یعنی اس زمانہ میں مغرب سے سورج طلوع ہوگا۔

حضرت مسیح موعود نے اس بارہ میں کیا خوب فرمایا تھا کہ:

''اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 304)

حضرت مسیح موعود نے اس کے ایک اور نہایت لطیف معانی ''خطبہ الہامیہ'' میں بیان فرمائے ہیں جو در اصل حضرت مسیح موعود کا ہی خاصہ ہیں اور شاید اس سے قبل کسی نے بیان نہیں کئے۔ حضور فرماتے ہیں کہ دین کا سورج غروب ہونے کے قریب پہنچ چکا تھا حتیٰ کہ مسلسل زوال کی وجہ سے وہ مغرب یعنی اپنے غروب ہونے کے مقام کے قریب چلا گیا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ اس سورج کو وہاں سے دوبارہ طلوع فرما دیا اور غروب ہونے سے بچالیا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مذکورہ بالا تفسیر اور پیشگوئی کس طرح صادق آتی ہے آپ نے فرمایا کہ عالم عرب کے مغربی علاقہ میں بڑی کثرت سے احمدیت کا نفوذ ہوگا اور گویا اسلام کا سورج اس علاقہ سے طلوع ہوگا۔

سو واضح ہو کہ جس ملک کو ہم اردو میں مراکش کہتے ہیں عربی زبان میں اس کا نام ''المغرب'' ہے اور مراکش اس کے دارالحکومت کا نام ہے۔ اسی طرح عربوں کے مغربی علاقے کا نام

"المغرب العربی" ہے جس میں مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا، اور موریطانیہ شامل ہیں۔ یوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تفسیر کا تعلق نہ صرف "المغرب" یعنی مراکش سے ہے بلکہ مغربی عربی علاقہ "المغرب العربی" سے بھی ہے۔ یہ تفسیر اُس وقت بعض مراکشی احمدیوں کے وجود میں بھی پوری ہوئی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں یہ تفسیر اس سے بھی روشن رنگ میں صادق آئی اور آ رہی ہے۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے اس کی ایک مثال پیش ہے۔ گزشتہ چند سال سے جاری عیسائیت کی عرب ممالک پر یلغار کا سب سے زیادہ نشانہ بننے والا عرب علاقہ "المغرب العربی" ہی ثابت ہوا اور اس علاقے میں بھی الجزائر اور المغرب (مراکش) سرفہرست ہیں۔ ان علاقوں میں اسلامی تنظیموں پر تو دعوت الی اللہ کی پابندی ہے لیکن عیسائی دعوت الی اللہ مشن پوری آزادی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ان علاقوں میں خصوصًا الجزائر میں عیسائیت کی اسلام مخالف سرگرمیوں کے نتیجہ میں سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کا شکار ہو گئے اور یہ لہر روز بروز شدت پکڑتی جا رہی تھی۔ اس کی خبر جب وہاں کے بعض احمدیوں اور بعض اسلام کی غیرت رکھنے والے مسلمانوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تک پہنچائی اور بعض نے تو بڑے دردناک الفاظ میں اسلام کی نصرت اور مسلمانوں کو عیسائیت کے چنگل سے بچانے کے لئے حضور انور کی خدمت میں خطوط لکھے۔ چنانچہ اس وقت حضور انور کی ہدایات اور خاص توجہ اور دعاؤں سے MTA پر پروگرام "الحوار المباشر" کا آغاز ہوا۔ اس پروگرام میں جب عیسائی عقائد کے ضعف اور بطلان کو ثابت کرنے کا کام شروع ہوا تو عرب علاقوں میں عیسائیت کا سحر دھواں بن کر بکھرنے لگا۔ چنانچہ وہ لوگ جو اپنے ضعف ایمانی کی وجہ سے اسلام ترک کر کے عیسائیت قبول کر چکے تھے، واپس اسلام کی طرف لوٹنا شروع ہوئے۔ کئی احباب نے لکھا کہ وہ پروگرام الحوار المباشر کی مختلف اقساط ریکارڈ کر کے مسلمانوں میں تقسیم کرتے ہیں تا کہ انہیں عیسائیت کے توڑ میں دلائل کا علم ہو سکے۔ اسی طرح بعض نے یہ پروگرام ریکارڈ کر کے ان لوگوں کو بھی دیئے جو اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ چنانچہ کئی لوگ واپس اسلام کی طرف لوٹنا شروع ہوئے۔ لیکن جب وہ واپس لوٹے تو احمدیت کی آغوش میں آ گئے اور یوں واقعۃً عرب علاقے کے اس مغرب سے اسلام کا سورج دوبارہ طلوع ہوا اور ہو رہا ہے۔ جس کا مفصل بیان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک عہد میں عربوں میں دعوت الی اللہ کے واقعات کے ذیل میں کیا جائے گا۔

اس وضاحت کے بعد ہم دوبارہ عربوں میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ہونے والے اہم اور تاریخی کاموں کا بیان مکرم عبد المؤمن طاہر صاحب کی زبانی سنتے ہیں۔

تفسیر کبیر کے ترجمہ کی ابتداء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی خلافت کے شروع میں ہی عربوں کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ ان میں سے ایک اہم کام حضرت خلیفۃ ثانی کی تفسیر کبیر کے عربی ترجمہ کی ابتداء ہے۔ حضور نے اپنی خلافت کے پہلے سال میں ہی جامعہ احمدیہ کے عربی کے استاد مکرم ملک مبارک احمد صاحب (جو قبل ازیں بلاد عربیہ میں عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آئے تھے) کو یہ ارشاد فرمایا کہ جامعہ احمدیہ کی اور دیگر تمام مصروفیات چھوڑ کر تفسیر کبیر کا ترجمہ کریں۔ اور شاید جلدی کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو باتیں اہل ہند سے تعلق رکھتی ہیں یا جو عرب مزاج کے مطابق نہیں ہیں یا جہاں تکرار ہوا ہے اس کو بے شک چھوڑ دیں۔

چنانچہ ملک صاحب نے اس طرح پہلی جلد کا ترجمہ مکمل کیا۔ جب میں یہاں لندن آیا تو حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ملک صاحب نے پہلی جلد کا ترجمہ کیا ہے اور حلمی صاحب نے اس کی نظر ثانی کی ہے۔ آپ اس بارہ میں اپنی رائے دیں۔

خاکسار نے چیک کر کے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ تحریف نہیں ہاں بعض جگہ اختصار کرنے کی وجہ سے یا تکرار کو حذف کرنے سے بعض اہم نکات کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ اس کو پڑھیں اور اصل کے ساتھ ٹیلی کریں۔ پھر جہاں آپ سمجھتے ہیں کہ یہ حذف شدہ پیرا ڈالنا چاہئے تھا اس کا ترجمہ کر کے ڈال دیں پھر میرے ساتھ مل کر اس کو ڈسکس کر لیں۔ چنانچہ میں حضور کی خدمت میں ایسے امور لے کر حاضر ہوتا تھا۔ حضور انور کئی دفعہ ترجمہ میں بھی تبدیلی کرواتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد مکرم منیر احمد جاوید صاحب بھی مصر سے لندن تشریف لے آئے اور وہ بھی اس کام میں شامل ہو گئے۔ جب پہلی جلد کا کام مکمل ہوا تو حضور انور نے فرمایا کہ اس کو تو چھپوائیں، لیکن اب دوسری جلد کے ترجمہ کے بارہ میں مشورہ دیں کہ کس سے کروایا جائے۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب نے مشورہ دیا کہ مکرم رانا تصور احمد خان صاحب جامعہ احمدیہ میں عربی زبان کے استاد ہیں ان کو اگر مصر بھجوایا جائے تو وہ وہاں مکرم حلمی شافعی صاحب کے ساتھ مل کر اگلی جلد کا ترجمہ مکمل کر لیں گے۔ چنانچہ حضور انور کے ارشاد کے مطابق مکرم تصور صاحب کو مصر بھجوایا گیا لیکن ان کے ویزے میں توسیع نہ ہو سکی لہذا چند ماہ کے بعد ہی انہیں پاکستان واپس جانا پڑا۔ اس کے بعد حضور انور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ اللہ کا نام لے کر شروع کریں اور مجھے ہر سال ایک جلد کا ترجمہ چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

جب پہلی جلد کا عربی ترجمہ تیار کر 1992ء میں چھپا تو میں ایک کاپی حضور انور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ حضور انور نے اس پر یہ الفاظ تحریر فرمائے:

"عزیزم عبد المؤمن طاہر سلمہ اللہ کے لئے جنہوں نے اس جلد کے ترجمہ اور تیاری میں بڑی محنت اور لگن اور بڑی قابلیت کے ساتھ کام کیا۔ اللہ کرے اب اگلی جلد اس طرح دس سال نہ لے"۔

چونکہ پہلی جلد کا ترجمہ 1982ء میں شروع ہوا تھا اور دس سال بعد 1992ء میں چھپا اس لئے حضور نے فرمایا کہ اب اگلی جلد بھی دس سال نہ لے۔ دوسری جلد نے دس سال تو نہ لئے لیکن ایک سال میں بھی مکمل نہ ہو سکی بلکہ 1995ء میں شائع ہوئی، اور تیسری جلد 1997ء میں چھپی جبکہ چوتھی جلد کافی تاخیر سے یعنی 2004ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد سے اب تک ہر سال ایک جلد کا ترجمہ ہو کر چھپ رہا ہے۔

عربی میں براہ راست ترجمہ کی ابتداء

حضور جرمنی جاتے ہوئے ہالینڈ میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ ایک سفر میں میں بھی ساتھ تھا۔ اکثر یوں ہوتا تھا کہ حضور انور انگریزی میں بولتے تھے اور عربوں کیلئے جماعت کے مربی مکرم عبد الحکیم اکمل صاحب ڈچ میں ترجمہ کرتے تھے۔ گویا بعض عرب انگریزی سمجھ جاتے تھے اور بعض ڈچ سن کر حضور کی بات سمجھتے تھے۔ پہلے دن کی گفتگو کے بعد میں نے حضور کے سیکیورٹی آفیسر مکرم میجر محمود احمد صاحب سے سیر کے دوران یونہی کہہ دیا کہ اگر حضور انور ذرا آسان انگریزی بولیں تو شاید میں ڈائریکٹ عربی میں ہی ترجمہ کر سکوں گا۔ میجر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں ذکر کر دیا چنانچہ حضور کی طرف سے مجھے پیغام ملا کہ کل کے ترجمہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یوں الحمد للہ ہالینڈ میں تو گزارہ چل گیا۔ جرمنی گئے تو حضور انور نے امیر صاحب جرمنی سے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دفعہ ہم آپ کے لئے عربی زبان کے ایک سپیشلسٹ بھی لائے ہیں۔ چنانچہ وہاں سوال و جواب کی مجلس میں ایک عربی دوست بھی شامل تھے جنہوں نے عربی میں سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہاں ہیں مومن صاحب؟ چنانچہ مجھے وہاں ترجمہ کرنے کا موقعہ ملا لیکن میں بہت بوکھلایا ہوا تھا جس کی وجہ سے شاید ترجمہ اتنا معیاری نہیں تھا لیکن حضور انور نے اس پر کچھ تبصرہ نہ فرمایا۔

عربی ترجمہ کی ڈبنگ کی ابتدا

غالبًا 1989ء یا اس سے پہلے کی بات ہے کہ حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ہر ماہ میرے چاروں خطبات کو سن کر ان کا ترجمہ ڈبنگ کر کے عرب ممالک میں بھجوائیں۔ میں نے شروع کیا۔ ایک جملہ سن کر ڈبنگ کرنے کی کوشش کی تو ترجمہ کی کوئی سمجھ ہی نہ آئے۔ بالآخر حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ چار خطبوں کا ترجمہ ڈبنگ کرنا تو بہت مشکل ہوگا۔ حضور نے فرمایا چار نہیں تو دو ہی کر دیں اور دو نہیں تو ایک ہی کر دیں۔ اب جب آ کر شروع کیا تو مجھے تو ایک بھی کرنا محال معلوم ہو رہا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تو ہی سکھا اور توفیق دے۔ چنانچہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص فضل تھا کہ بعد میں اس کی توفیق ملتی چلی گئی۔

خطبہ جمعہ کا لائیو عربی ترجمہ

جب ڈبنگ کا سلسلہ کسی قدر چل نکلا تو اسی عرصہ کی بات ہے کہ حضور انور کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ میرے خطبہ جمعہ کا لائیو ترجمہ کریں۔ جو اس وقت یہاں لندن میں موجود عرب احباب کے لئے ہوتا تھا۔ میں حاضر ہوا تو مجھے ایک ایسے کمرہ میں ترجمہ کے لئے بٹھایا گیا جہاں باقی احباب بھی کام کی غرض سے آ جا رہے تھے اور کئی قسم کا ساز و سامان اور مشینیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ بلکہ بعض اوقات اونچی آواز میں ایک دوسرے سے کوئی چیز مانگ بھی لیتے تھے۔ بہرحال حضور انور کا خطبہ شروع ہوا۔ حضور چار جملے بولتے تو میں بڑی مشکل سے ان میں سے صرف ایک کا ترجمہ کر پاتا۔ جمعہ کے بعد میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ اس طرح میں تو حضور انور کے خطبہ کے بمشکل چوتھے حصہ کا ہی ترجمہ کر پایا ہوں۔ اس کے بعد بڑی دعا بھی کی تو اگلے خطبہ میں کافی بہتری تھی۔ اس کے بعد رمضان شروع ہو گیا تو روزانہ حضور انور کے درس کا ترجمہ ہونا شروع ہو گیا اور یوں یہ سلسلہ چل نکلا اور الحمد للہ پھر کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

اور بند ٹوٹ گئے

ہم حضرت مصلح موعود کے عہد مبارک میں عربوں میں دعوت الی اللہ کے ایمان افروز واقعات کی ذیل میں یہ ذکر کر آئے ہیں کہ جب اسرائیل نے فلسطینی علاقوں پر قبضہ کیا تو ان علاقوں کے بعض عرب باشندے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پڑوسی عرب ممالک کی طرف ہجرت کر گئے۔ بعض اپنی جائیدادیں یہودیوں کو اونے پونے بیچ کر یہ جگہ چھوڑ گئے۔ ایسے حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اہل کبابیر کو یہ پیغام پہنچایا کہ اپنی زمین

باقی صفحہ 6 پر

امریکہ کا سیاسی نظام اور آئین کا احترام

انتخابات طے شدہ وقت پر ہوتے ہیں، کوئی بے چینی نہیں پھیلتی

امریکہ کا سیاسی نظام پیچیدہ تو ہے مگر قابل غور بھی ہے امریکہ میں صدر کے ضمنی انتخابات کا کوئی تصور نہیں ہے۔تمام انتخابات مقررہ وقت پر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں کوئی سیاسی بے چینی نہیں ہوتی۔ کیونکہ عوام اور سیاسی جماعتیں ان تاریخوں سے واقف ہیں جن پر انتخابات ہوتے ہیں۔ یہ انتخابات سیاست میں احتساب بذریعہ رائے دہی کے اصول کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔جو حکومت خراب کارکردگی کا مظاہرہ کرے اسے رائے دہندگان اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

ریاستی حکومت

وفاقی حکومت کی طرح ریاستی حکومت بھی تین حصوں میں منقسم ہے۔ انتظامی، قانون سازی اور عدالتی۔ ریاست کا انتظامی سربراہ گورنر ہوتا ہے جو کہ براہ راست ووٹنگ سے منتخب ہوتا ہے۔گورنر کی مدت 4 سال ہے۔جبکہ کچھ ریاستوں میں یہ مدت دو سال ہے۔ ہر ریاست دو ایوانوں پر مشتمل قانون ساز ادارے پر ہوتی ہے۔صرف ایک ریاست نیبراسکا (Nebraska) ایک ایوان پر مشتمل ہے۔ ہر ریاست کا اپنا آئین ہے، علیحدہ جھنڈا، پولیس اور عدلیہ ہے ایوان بالا کو ریاستی سینٹ کہا جاتا اور ایوان زیریں ریاستی ایوان نمائندگان یا جنرل اسمبلی کہلاتی ہے۔ریاستی سینٹ کے نمائندوں کی مدت 4 سال جبکہ ایوان نمائندگان کی مدت 2 سال ہے۔ ریاستی حکومت کے آئین میں کچھ مقامات پر کچھ تبدیلیاں ہیں مگر بنیادی طور پر تمام ریاستوں کے آئین وفاقی آئین کے طرز پر ہیں۔ وفاقی اور ریاستی آئین کی بنیاد ’’طاقت کا سرچشمہ عوام‘‘ کے فلسفے پر قائم ہے۔

شہری حکومت

امریکہ کی تقریباً 80 فیصد آبادی شہروں میں رہائش پذیر ہے۔اعداد و شمار سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امریکی نظام حکومت میں شہری حکومت کتنی اہم ہے اس بات کو اس ایک جملے میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ نیویارک شہر کے میئر کا عہدہ صدر امریکہ کے بعد سب سے اہم ہے۔شہری حکومت عوام کی بنیادی ضروریات اور مسائل کے حل کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ پولیس، فائر بریگیڈ، تعلیم، صحت، نکاسی آب، ٹرانسپورٹ، شہری حکومت کے ماتحت ہیں گوکہ شہری حکومت ریاست کے ماتحت ہیں مگر اپنے فرائض کی بجا آوری میں یہ خودمختار ہیں۔ امریکہ میں تین طرح کی شہری حکومتیں کام کرتی ہیں۔

(1) میئر کونسل: امریکہ میں شہری حکومت کی سب سے پرانی شکل ہے اور 20 ویں صدی کے اوائل میں تقریباً تمام ہی شہری حکومتیں اسی نظام کے تحت تھیں۔میئر کونسل کا ڈھانچہ وفاقی اور ریاستی حکومتی نظام سے ملتا جلتا ہے۔شہر کا میئر منتخب ہوتا ہے جبکہ سٹی کونسل بھی منتخب ہوتی ہے جو کہ قانون ساز ادارہ ہوتا ہے میئر کی ذمہ داریوں میں اداروں کے سربراہوں اور دیگر اہلکاروں کا تقرر شامل ہے جس کے لئے اسے کونسل سے منظوری لینا ہوتی ہے شہر کا بجٹ بھی میئر کی ذمہ داری ہے۔کونسل کی ذمہ داری میں شہری آرڈیننس کا پاس کرنا، جائیداد پر ٹیکس اور مختلف شہری اداروں کے لئے فنڈز مختص کرنا شامل ہے۔

(2) کمیشن: قانون سازی اور انتظامی اختیارات کو یکجا کرکے گروپ کا قیام کیا جاتا ہے۔ جسے کمیشن کہتے ہیں۔عموماً تین یا اس سے زیادہ افراد اس کے کارکن ہوتے ہیں۔ ان کا انتخاب شہری سطح پر براہ راست ووٹ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ان ارکان کو کمشنر کہا جاتا ہے۔ جو شہری اداروں کے کام پر نظر رکھتے ہیں۔ اس کمیشن کا ایک سربراہ ہوتا ہے۔ جسے میئر کہا جاتا ہے۔

(3) کونسل مینیجر: شہریوں کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے سٹی مینیجر کا عہدہ تخلیق کیا گیا ہے۔ بڑھتی ہوئی شہری مشکلات کے حل کے لئے انتظامی صلاحیتوں کے حامل افراد کا تقرر کیا جاتا ہے۔اس نظام کے تحت کونسل پالیسی تشکیل دیتی ہے۔ اور ان پالیسیوں پر عملدرآمد کے لئے تنخواہ دار مینیجر کا تقرر کیا جاتا ہے۔ جسے سٹی مینیجر بھی کہا جاتا ہے۔ اس عہدے کی کوئی میعاد نہیں۔مینیجر کو جب تک کونسل کا اعتماد حاصل ہے وہ اس عہدے پر فائز رہتا ہے۔

کاؤنٹی گورنمنٹ: کاؤنٹی گورنمنٹ دو یا زائد ٹاؤنز اور دیہاتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ نیویارک شہر کو پانچ کاؤنٹیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس نظام میں ایک شہر یا ٹاؤن کو صدر مقام بنایا جاتا ہے۔اور تمام دفاتر اس میں قائم ہوتے ہیں اور یہاں انتظامی بورڈ کے اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں۔

ٹاؤن اور ویلج گورنمنٹ: چھوٹے شہروں اور دیہاتوں میں ٹاؤن اور ویلج گورنمنٹ کام کرتی ہے۔ یہ حکومتیں منتخب کونسل یا بورڈ کے تحت کام کرتی ہیں۔

مقامی حکومتوں کا یہ نظام امریکہ میں کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس وقت امریکہ میں 84 ہزار 955 مقامی حکومتیں کام کررہی ہیں۔ امریکہ کی ترقی میں اس کے نظام کا بہت ہاتھ ہے۔ اہم عہدوں پر انتخابات کے ذریعے تقرری ہونے کی وجہ سے عوام طاقتور ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے مسائل حل ہوتے ہیں۔

امریکہ دنیا کی سب سے پرانی جمہوریت ہے۔ 200 سال قدیم امریکی آئین امریکی عوام اور سیاستدانوں کے لئے آج بھی مقدس ہے۔ وقت اور حالات کے ساتھ اس آئین کو ہم آہنگ بنانے کی غرض سے کئی تبدیلیاں لائی گئیں مگر اس آئین کے تقدس کو پامال کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی۔ امریکی آئین میں ہر تبدیلی مروجہ طریقہ کار کے مطابق کی گئی ہے اور کسی بھی تبدیلی کے لئے کبھی کوئی ماورائے آئین طریقہ استعمال نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج امریکی ادارے شخصیات کے محتاج نہیں ہیں۔ امریکہ کے جمہوری پودے کے تناور درخت بننے تک کی کہانی طویل ہے اور اس کہانی میں اداروں کو ہمیشہ فوقیت حاصل رہی ہے۔

امریکی نظام حکومت

امریکہ میں صدارتی طرز حکومت رائج ہے جس کے مطابق امریکی صدر مملکت اور حکومت کا سربراہ ہے۔ امریکی حکومت کے ارکان کا انتخاب صدر کی صوابدید ہے انتظامی اختیارات کا منبع حکومت ہے جس کی سربراہی صدر کے پاس ہے۔ قانونی اختیارات کانگریس کے پاس ہیں جس کے دو ایوان ہیں ایوان نمائندگان اور سینٹ۔ عدالتی اختیارات سپریم کورٹ اور نچلی سطح کی عدالتوں پر مشتمل نظام کے تحت ہیں۔ قانون سازی کے تمام اختیارات کانگریس کے پاس ہیں جبکہ وفاقی سپریم کورٹ امریکی آئین اور کانگریس کے بنائے ہوئے قوانین کی تشریح کرتی ہے امریکی سیاست دو جماعتی نظام کے زیر اثر ہے گوکہ امریکہ میں دیگر چھوٹی اور علاقائی جماعتیں موجود ہیں مگر مضبوط دو جماعتی نظام کی وجہ سے ان جماعتوں کو قومی سطح پر ابھرنے کا موقع نہیں مل سکا۔

امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے سیاسی نظام میں بنیادی فرق ہے یہ فرق امریکی ایوان بالا (سینٹ) کی قانون سازی کی طاقت، آزاد اور خودمختار اعلیٰ عدلیہ، انتظامی اور قانون سازی کے اختیارات میں تقسیم ہے جو امریکی نظام کو دوسرے ممالک سے ممتاز کرتا ہے۔ امریکی نظام کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ صدارتی طرز حکومت کو قرار دیا جاسکتا ہے اور اسی وجہ سے دو جماعتی نظام کو قائم اور بھرپور طریقے سے چلنے کے مواقع میسر آئے۔ عموماً کثیر الجماعتی سیاسی نظام ان ممالک میں پایا جاتا ہے جہاں پارلیمانی جمہوریت رائج ہے جس میں انتخابات کے بعد حکومت سازی کے لئے اتحاد تشکیل دیئے جاتے ہیں مگر اس کے برعکس امریکہ میں صدارتی طرز جمہوریت ہونے کی بنا پر اتحاد انتخابات سے قبل تشکیل پاتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی قرار دی جاسکتی ہے کہ امریکہ میں تمام سرکاری عہدے انتخابات کے ذریعے پر کئے جاتے ہیں۔ پولیس کے سربراہ سے لے کر کاؤنٹی جج اور ریاست کے گورنر سے لے کر صدر کے عہدے تک تمام عہدوں تک صرف انتخابات کی صورت میں ہی پہنچا جاسکتا ہے۔ یہ تمام اہلکار گوکہ عموماً اپنی جماعت کی پالیسیوں پر عمل کرتے ہیں مگر غور طلب امر یہ ہے کہ اگر پارٹی کی کسی پالیسی کی وجہ سے ان افراد کے حلقہ انتخاب پر اثر پڑتا ہے تو انہیں پارٹی کے خلاف اپنا ووٹ استعمال کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔

50 کی دہائی میں ڈیموکریٹک اور ری پبلکن جماعتوں کے فلسفے میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔ اس سے قبل ری پبلکن پارٹی کو نسبتاً لبرل خیالات جبکہ ڈیموکریٹس کو قدامت پسند خیال کیا جاتا تھا اور دونوں جماعتیں اپنی پالیسی ان ہی خیالات کے تحت تشکیل دیتی تھیں۔ 1964ء کے صدارتی انتخابات سے قبل ہی ری پبلکن پارٹی میں قدامت پسند طبقے کی طاقت میں اضافہ ہونے لگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید اضافہ ہوتا رہا، تبدیلی کا یہ عمل دونوں جماعتوں میں پرورش پارہا تھا۔ 1972ء میں جارج میک گورن کی صدارتی امیدوار کی حیثیت سے نامزدگی کو ڈیموکریٹک پارٹی میں پھلتے پھولتے لبرل خیالات کی فتح کو قرار دیا گیا۔ اسی طرح کی تبدیلی 1980ء کے صدارتی انتخابات میں پہلے امیدوار اور پھر صدارت کے عہدے پر فائز ہونے والے کٹر خیالات کے حامل رونالڈ ریگن کی کامیابی اس تبدیلی کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

نظام حکومت و سیاست

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ امریکہ کو دنیا کی سب سے قدیم جمہوریت قرار دیا جاتا ہے۔ ملکی نظام حکومت 200 سال قدیم تحریر شدہ آئین کے تحت چلتا ہے۔ 200 سال کے عرصے میں امریکی آئین میں 27 مرتبہ تبدیلی کی گئی ہے۔ آخری تبدیلی 1992ء میں کی گئی تھی۔

امریکی حکومت تین درجات میں منقسم ہے۔ (1) وفاقی (2) ریاستی (3) علاقائی یا مقامی تینوں سطحوں پر تمام سرکاری عہدوں پر انتخاب کے ذریعے تقرر کیا جاتا ہے یا پھر منتخب نمائندوں کی جانب سے تقرری کی جاتی ہے۔ کچھ ریاستوں میں عدلیہ کی اسامیاں بھی انتخابات کے ذریعے پر کی جاتی ہیں۔

امریکی وفاقی حکومت کے تین حصے ہیں جن کے اختیارات کچھ اس طرح وضع کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے تینوں ادارے ایک دوسرے پر چیک اینڈ بیلنس کا کام انجام دیتے ہیں۔

مقنّنہ: ایوان بالا یا سینٹ اور ایوان نمائندگان پر مشتمل مقنّنہ کانگریس کہلاتی ہے۔ کانگریس کی ذمہ داریوں میں وفاقی قوانین کی تشکیل اور ان میں تبدیلی، اعلان جنگ، دوسرے ممالک کے ساتھ معاہدوں کی توثیق شامل ہے جبکہ کانگریس صدر کا مواخذہ کرنے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔

صدر: ملک اور حکومت کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔ جو ایوان بالا (سینٹ) کی منظوری سے اپنی کابینہ کے ارکان نامزد یا مقرر کرتا ہے۔ وفاقی قوانین کو لاگو کرنا اور کوئی وجہ بتائے بغیر کانگریس کا منظور کردہ قانون ویٹو کرنا صدر کے اختیار میں ہوتا ہے کانگریس دو تہائی اکثریت سے صدر کے اس ویٹو کو نظر انداز کرنے کی مجاز ہے۔

عدلیہ: عدلیہ وفاقی سپریم کورٹ اور نچلی سطح کی دیگر عدالتوں پر مشتمل ہے ان عدالتوں میں ججوں کی تقرری سینٹ کی منظوری سے صدر کرتا ہے۔ عدلیہ کی ذمہ داری میں آئین کے تحت منظور شدہ قوانین کی تشریح شامل ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کل 50 ریاستوں پر مشتمل ہے ہر ریاست کا علیحدہ نظام ہے ریاستوں میں رہنے والے لوگ اپنی ریاست کے سربراہ (گورنر) کا انتخاب خود کرتے ہیں ہر ریاست کا اپنا علیحدہ جھنڈا، علیحدہ آئین، علیحدہ پولیس اور علیحدہ عدلیہ ہے۔

وفاقی حکومت کے پاس خارجہ، دفاع، کرنسی، ریاستوں کے مابین تجارت وٹریفک، وفاقی ادارہ تحقیقات (FBI) اور وفاقی عدلیہ کے ادارے وفاقی حکومت کے زیر انتظام ہیں جبکہ باقی تمام اختیارات ریاستوں کے پاس ہیں صدر حکومت کا سربراہ ہوتا ہے اور حکومت صدر کے سامنے جوابدہ ہے نہ کہ کانگریس کے سامنے، صدر مسلح افواج کا سربراہ ہوتا ہے اور ساتھ ہی خارجہ پالیسی کی تشکیل، وفاقی بجٹ کے لئے تجاویز صدر کی ذمہ داریوں میں شامل ہے جبکہ اہم مواقع پر وفاق کی نمائندگی کرتا ہے۔

امریکہ میں اختیارات کی تقسیم بھول بھلیوں کی مانند ہے۔ صدر کو کانگریس کی طرف سے منظور کئے گئے کسی قانون کو ویٹو کرنے کا اختیار ہے مگر دو تہائی اکثریت کے ذریعے کانگریس اس ویٹو کو نظر انداز کرسکتی ہے۔ سپریم کورٹ کے سربراہ کی موت کی صورت میں صدر اپنے مزاج کے مطابق اپنی مرضی سے کسی کو بھی سپریم کورٹ کا سربراہ مقرر کرسکتا ہے۔ کانگریس صدر اور عدلیہ کو قابو میں رکھتی ہے۔ نئے قوانین کی منظوری اور بجٹ رقوم کے اجراء کا اختیار کانگریس کے پاس ہے۔ جبکہ عدلیہ صدر یا کانگریس کی طرف سے منظور کردہ قوانین کا جائزہ اور ان قوانین پر عملدرآمد یقینی بنانا لازمی ہے۔ ریاستی سطح پر ججوں کو براہ راست انتخاب کے ذریعے تعینات کیا جاتا ہے جبکہ وفاقی سطح پر ججوں کی تقرری خالصتاً صدر کی صوابدید پر ہے، مگر صدر کی طرف سے کی جانے والی تقرری کا ایوان بالا سے منظور ہونا ضروری ہے۔

ایک اہم بات جو امریکی انتخابی نظام کے حوالے سے ہے کہ امریکی عوام بہت طاقتور ہیں۔ اس نظام کی خوبصورتی یہ ہے کہ انتہائی نچلی سطح کے سرکاری اہلکاروں کا تقرر بھی براہ راست انتخاب کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ براہ راست انتخاب کی وجہ سے یہ تمام اہلکار نہ صرف عوام کو براہ راست جوابدہ ہوتے ہیں بلکہ اگلی مدت کے لئے دوبارہ منتخب ہونے کے لئے عوام سے رابطے میں بھی رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متعلقہ سرکاری اہلکار اپنی من مانی نہیں کرسکتے بلکہ کوئی اہم شخصیت ان پر دباؤ ڈال کر غیر قانونی کام بھی نہیں کرواسکتی۔ ہمارے جیسے ممالک میں اس نظام کا آنا توفی الحال ممکن نہیں ہے مگر اس نظام پر باقاعدہ مطالعہ سے کافی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(جنگ سنڈے میگزین 19 نومبر 2006ء)

آخر انسان جھک جاتا ہے

یاد دہانی کے قرآنی حکم کی فلاسفی

جاوید چوہدری اپنے کالم میں لکھتے ہیں

ہم لوگ دن میں پانچ بار اذان دیتے ہیں، ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟ یہ سوال اکثر لوگوں کو پریشان کرتا ہے کیونکہ ہم میں سے جو لوگ نمازی ہیں یہ اذان کے محتاج نہیں ہیں، یہ پانچوں نمازوں کے اوقات جانتے ہیں یہ اندازے سے سورج کی ڈائریکشن سے اور پھیلتے سکڑتے سایوں سے نماز کے وقت کا تعین کرسکتے ہیں یہ اٹھیں وضو کریں مسجد جائیں یا پھر گھر ہی میں جائے نماز بچھا کر نماز ادا کر لیں ان کے لئے اذان کی کیا ضرورت ہے؟ رہ گئے وہ لوگ جو نماز ادا نہیں کرتے تو یہ لوگ خواہ سارا دن اذان سنتے رہیں، ان کے دل میں نماز کی خواہش پیدا نہیں ہوگی لہٰذا پھر اذان اتنی ضروری کیوں ہے؟ ہمارا ایمان ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم ﷺ کی سنت بلاجواز نہیں ہوتی۔ اس میں انسانی نفسیات کی کوئی نہ کوئی باریکی ضرور پوشیدہ ہوتی ہے۔ اذان کی حکمت بھی آج کے دور میں آشکار ہوئی ہے۔ آج انسانی دماغ کی سائنس نے ثابت کیا اذان بنیادی طور نمازیوں کے لئے نہیں ہوتی، یہ ان لوگوں کے لئے ہوتی ہے جو جان بوجھ کر نماز نہیں پڑھتے، سائنس نے ثابت کیا انسانی دماغ کو تسلسل کے ساتھ پیغام چاہئے ہوتا ہے اور ہر انسان ایک خاص حد، ایک خاص تعداد اور ایک خاص وقت سے زیادہ اس کو مسترد نہیں کرسکتا اور جب وہ حد آجاتی ہے تو انسان بے اختیار اس پیغام کو مان لیتا ہے۔ آپ نے اکثر سنا ہوگا شرابیوں کے ساتھ بیٹھنے والا شخص کسی نہ کسی دن شراب شروع کر دیتا ہے، چرسیوں کی محفل میں بیٹھنے والا نوجوان جواریوں کے ساتھ چلنے پھرنے والا بچہ اور جرائم پیشہ لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے والے لوگ بھی بالآخر کسی نہ کسی جرم میں ملوث ہوجاتے ہیں یہ کیا ہے؟ یہ اس پیغام کا اثر ہے جو یہ لوگ جرائم پیشہ لوگوں، جواریوں، چرسیوں اور شرابیوں سے وصول کرتے رہتے ہیں اور یہ پیغام دیمک کی طرح ان کی قوت فیصلہ کو کھاتا رہتا ہے یہاں تک یہ لوگ بھی ان لوگوں کے راستے پر چل پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کیونکہ انسان کی نفسیات کا خالق ہے چنانچہ اس نے دنیا کے تمام مذاہب میں انسان کو اپنی طرف بلانے کا سسٹم بنا رکھا ہے، یہ سسٹم چرچ کی گھنٹیوں کی شکل میں ہو، مندروں کے سنکھ کی صورت میں ہو یا پھر اذان کی مسحور کن آواز کی صورت میں ہو یہ سسٹم دنیا داری کے جمگھٹے میں پھنسے انسان کو اپنی طرف بلاتا رہتا ہے اور یہ بلاوہ آہستہ آہستہ اس کی گردتنی، دنیا داری، گناہوں، جرائم اور بری عادتوں کی تنابیں کاٹتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک دن وہ شخص جو چالیس سال تک اذان کی آواز کو مسترد کرتا رہا وہ حیی علی الفلاح کی صدا سننے پر مجبور ہوجاتا ہے، وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہے، وضو کرتا ہے اور چپ چاپ اللہ کے سامنے جھک جاتا ہے اور اس وقت چالیس سال کی ان اذانوں کا نتیجہ سامنے آجاتا ہے جنہیں (نعوذ باللہ) یہ وقت کا ضیاع سمجھتا رہا تھا۔

(روزنامہ ایکسپریس 18 مارچ 2011ء)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ 4۔ مصالح العرب

یہودیوں کو نہیں بیچنی۔ لہٰذا یہ لوگ اسی جگہ پر آباد رہے۔ لیکن چونکہ یہ علاقے اسرائیلی تسلط کے نیچے تھے لہٰذا یہ لوگ پاکستان نہیں جاسکتے تھے، جبکہ خلافت اور جماعت کا مرکز ربوہ پاکستان میں تھا۔ اس طرح یہ لوگ خلیفۂ وقت سے پاکستان میں نہیں مل سکتے تھے۔ نہ مرکز احمدیت کی زیارت کرسکتے تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بعض اوقات یورپ یا امریکہ وغیرہ کے بعض ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے تو ان احمدیوں میں سے بعض نے حضور سے ملاقات کی اور کئی سالوں کی پیاس بجھائی۔ لیکن ایک لمبے عرصہ بعد یہ ملاقات بھی بہت مختصر تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت، فضل اور حکمتوں کے تحت جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے لندن ہجرت فرمائی تو جہاں اللہ تعالیٰ نے اور بے شمار نعمتوں اور برکات کی راہیں کھولیں وہاں ان احمدیوں کے لئے خلیفۂ وقت سے ملاقات کی راہ بھی کھل گئی اور وہ بند جو کئی سالوں سے لگے ہوئے تھے وہ سب ٹوٹ گئے۔ شاید ان کے ذہنوں میں کسی قدر محرومی کے خیالات بھی آتے ہوں گے کہ ہم خلیفۂ وقت سے مل نہیں سکتے نہ مرکز احمدیت کی زیارت کرنے جاسکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سب محرومیوں کو مٹا دیا اور خلیفہ وقت ایسے علاقے میں ہجرت کر کے تشریف لے آئے جہاں ان احمدیوں کا آنا جانا ممکن تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں اور تمناؤں کو بھی سنا اور سب سے زیادہ انہیں حضرت خلیفہ ثانی کے ارشاد مبارک کی اطاعت کرنے کی بے شمار برکات کے علاوہ یہ برکت بھی عطا فرمائی کہ خلافت سے رابطہ اور تعلق کے نئے راستے کھول دیئے۔

چنانچہ 1985ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر کبابیر اور دیگر عرب ممالک سے شامل ہونے والا وفد تقریباً بیس افراد پر مشتمل تھا۔ اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا، اور ان ممالک سے مرد عورتیں اور بچے جلسہ میں شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ 2009ء کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے عرب مرد و زن وبچگان کی تعداد تقریباً 100 تھی۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب شادی

مکرم منیر احمد بسمل صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ ھبۃ الوحید صاحبہ واقفہ نو کی تقریب رخصتی مکرم صباحت احمد چیمہ صاحب واقف زندگی ابن مکرم بشارت احمد صاحب چیمہ کے ساتھ مورخہ 20 جنوری 2012ء کو دفتر انصار اللہ پاکستان کے سبزہ زار میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر اشاعت نے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی۔ عزیزہ ھبۃ الوحید مکرم چوہدری احمد دین صاحب کی پوتی اور مکرم ماسٹر ضیاء الدین ارشد صاحب شہید کی نواسی ہے۔ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم قریشی عبدالحلیم سحر صاحب دفتر امانت تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھتیجے مکرم عبدالہادی قریشی صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ سیرالیون ابن مکرم عبدالرشید قریشی صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 15 فروری 2012ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام منادی احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم قریشی عبدالغنی صاحب، حضرت مولوی محمد عثمان صاحب آف ڈیرہ غازی خان اور حضرت میاں قطب دین صاحب آف گولیکی گجرات رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی والا نیک، صالح، قرۃ العین اور خادم دین بنائے۔ آمین

تریاق اٹھراء
مرض اٹھراء کیلئے لاثانی اور مشہور عالم گولیاں
نور نظر
اولاد نرینہ کیلئے کامیاب دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)
فون: 0476211538 فیکس: 0476212382

نکاح

مکرمہ ذکیہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم شیخ محمود احمد صاحب شہید، بلال کوارٹرز دارالنصر غربی حبیب ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے چھوٹے بیٹے مکرم شیخ یاسر محمود صاحب فرینکفرٹ جرمنی کے نکاح کا اعلان مکرمہ زبیدہ محمود صاحبہ بنت مکرم رانا محمود احمد صاحب اظہر ماربل فیکٹری ربوہ کے ساتھ مورخہ یکم فروری 2012ء کو محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے مبلغ سات ہزار یوروحق مہر پر کیا۔ مکرم شیخ یاسر محمود صاحب حضرت شیخ نیاز دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہیں۔ احباب سے دونوں خاندانوں کیلئے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم رانا منیب احمد خان صاحب زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالعلوم شرقی نور ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میرے بھائی مکرم رانا مبین احمد کاشف خان صاحب و بھاوج محترمہ طیبہ فردوس صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کے بعد مورخہ 13 فروری 2012ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت عافیہ مبین نام عطا فرمایا ہے اور وقف نو کی عظیم الشان تحریک میں بھی قبول فرمایا ہے۔ نومولود مکرم رانا عبدالحکیم خاں صاحب کاٹھ گڑھی سابق صدر گڑھ مہاراجہ موڑ کی پوتی، مکرم رانا سیف الرحمن صاحب آف شورکوٹ کی نواسی اور حضرت رانا عبدالحمید خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر کرے، ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنی نوع انسان کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم نصیر احمد ظفر بلوچ صاحب ٹورانٹو کینیڈا سے اطلاع دیتے ہیں۔

میرے پیارے ابوجان محترم مبارک احمد ظفر صاحب ابن مکرم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب مورخہ 15 فروری 2012ء کو بقضائے الٰہی ٹورانٹو کینیڈا میں بعمر تقریباً 70 سال وفات پاگئے۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم ہادی علی چوہدری صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے بعد نماز جمعہ بیت السلام میں پڑھائی اور قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کروائی۔ ابوجان خدا کے فضل سے موصی تھے۔ آپ جب ائیرفورس سے ریٹائر ہوئے۔ تو روزگار کے سلسلہ میں ایران گئے۔ وہاں جماعتی خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ اور کئی معزز خاندان آپ کی دعوت الی اللہ کے ذریعہ احمدی ہوئے اور پھر بعد میں ان خاندانوں کو قادیان اور ربوہ کی زیارت کروانے کا موقع بھی ملا۔ اسی طرح آپ کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں خدمت کا موقع ملا۔ اور پھر بعد میں مجلس انصار اللہ مقامی میں تو 16 سال اعزازی طور پر خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ ابوجان نہایت نیک، متقی، مہمان نواز، داعی الی اللہ نظام جماعت اور خلافت احمدیہ سے گہری وابستگی کا تعلق رکھنے والے اور ہر ایک سے محبت اور مشفقانہ تعلق رکھنے والے شریف النفس اور خوش خلق انسان تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں میری والدہ محترمہ امۃ اللہ فرحت بیگم صاحبہ اور دو بیٹے خاکسار اور مکرم خلیق احمد ظفر صاحب سیکرٹری تربیت ٹورانٹو ایسٹ اور ایک بیٹی مکرمہ رضوانہ جواد صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ جواد احمد صاحب مربی سلسلہ ضلع گجرات یادگار چھوڑی ہیں۔ ہماری ایک بہن محترمہ غزالہ ظفر صاحبہ بعمر 30 سال 2001ء میں اچانک وفات پاگئی تھیں۔ اس جانکاہ صدمہ پر بھی میرے ابا نے نہ صرف خود بہت صبر کا نمونہ دکھایا بلکہ ہم سب کی بھی ڈھارس بندھائی تھی۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والد مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ نیز ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکویٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ائیرکنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

تعارف

IAAAE کا سالانہ ٹیکنیکل میگزین 2011-12ء

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس و انجینئرز (IAAAE) کا سالانہ ٹیکنیکل میگزین 2011-12ء شائع ہو کے منظر عام پہ آگیا ہے۔ اس میگزین میں بہت سے قیمتی مضامین شامل اشاعت ہیں جن میں مفید معلومات، سائنس، انجینئرنگ اور مختلف پراجیکٹس کے تعارف شامل کئے گئے ہیں۔ آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام برموقع سالانہ کنونشن 2011ء ہے۔ حضور انور نے اس پیغام میں خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے اور علم کے نور سے آراستہ ہونے کی دعاؤں کے تحفے دیئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 14/اکتوبر 1982ء کو انجینئرز کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اپنے فن سے اپنے آپ کو باتعلق رکھیں۔ اس موقع کا قیمتی اقتباس بھی اس میگزین کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوبصورت کائنات کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ایک علمی اقتباس میگزین کی رونق بڑھا رہا ہے۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل خوبصورت مضامین بھی شامل میگزین ہیں۔ یونانی دور کے نامور سائنسدان، سائنس میں علم ہیئت دماغ کو زینت دیتا اور عقل کو تیز کرتا ہے۔ واٹر فار لائف پروجیکٹ نیامے نائیجر، ہیومینیٹی فرسٹ اور IAAAE کی مشترکہ کاوش، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا جرمنی میں 100 بیوت الذکر کا عظیم الشان منصوبہ، پاکستان میں آبی ذخائر اور پن بجلی اور 28 مئی 2010ء کو لاہور میں جانوں کی قربانی پیش کرنے والے انجینئرز۔

انگریزی حصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی 30/اکتوبر 1980ء کی تقریر کا ایک اقتباس، شاہجہان مسجد ٹھٹھہ، قرآن کریم، کائنات اور سائنس، بیت اقصیٰ ربوہ، IAAAE کینیڈا اور امریکہ کی کارکردگی اور بہت سے معلومات اور ٹیکنیکل مضامین شامل ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کا پلیٹ فارم بلاشبہ نوآموز انجینئرز، طلباء اور پروفیشنلز کے لئے مفید ہے اور یہ میگزین ان میں باہم ربط رکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دن دوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

(ایف شمس)

(مکرم داؤد احمد طور صاحب)

اجتماع واقفین نو سوئٹزرلینڈ

دسمبر 2012ء کو اجتماع کا آغاز خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی تلاوت کے ساتھ ہوا۔ اور اس کے بعد اردو اور جرمن میں ترجمہ بھی پیش کیا۔ تلاوت قرآنِ کریم کے بعد حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ اس کے بعد محترم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ نے افتتاحی تقریر کی اور دعا کروائی۔

افتتاحی خطاب کے بعد مختلف علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ علمی نصاب کو مدّنظر رکھتے ہوئے عمر کی مناسبت سے مختلف گروپ بنائے گئے۔

گروپ نمبرا (عمر 4 سے 6 سال)
گروپ نمبر 2 (7 سے 9 سال)
گروپ نمبر 3 (عمر 10 سے 13 سال)
گروپ نمبر 4 (14 تا 15 سال)
گروپ نمبر 5 (16 تا 20 سال)

دوپہر سے قبل بعض گروپوں کے مابین نصاب کے مطابق تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقریر کے مقابلے ہوئے۔ تقریباً اڑھائی بجے دوپہر کے کھانے کا وقفہ ہوا۔ اور قریباً ایک گھنٹہ کے بعد نمازِ ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں۔ جس کے فوراً بعد تلاوت قرآن کریم کے ساتھ اجتماع کا سلسلہ پھر سے شروع ہوا۔ اور بقیہ مقابلہ جات کروائے گئے۔

مقابلوں کے بعد نیشنل سیکرٹری وقفِ نو نے چند ضروری ہدایات دیں اور والدین کو بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔

ازاں بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ مختلف مقابلہ جات میں دوئم وسوئم آنے والوں بچوں کو محترم مربی صاحب نے انعامات تقسیم کیے آخر میں مکرم طارق ولید تارنٹسر صاحب امیر سوئٹزرلینڈ نے اوّل آنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے، اختتامی خطاب کیا اور سب کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس بابرکت تحریک میں اپنے وقف کے عہد کو احسن رنگ میں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سالانہ صنعتی نمائش

(گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ کی سالانہ صنعتی نمائش کا انعقاد مورخہ 25 فروری 2012ء کو صبح 10 بجے ہو رہا ہے۔ شہر کی خواتین اور سابقہ طالبات سے درخواست ہے کہ بچوں کے ہمراہ تشریف لائیں اور اس کو کامیاب بنائیں۔

(پرنسپل گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

خبریں

ہارٹ فیل کا تعلق دماغ میں تبدیلیوں سے ہوتا ہے

ہارٹ فیل کا تعلق دماغی عمل میں کمی اور اس میں موجود بھورے مادے میں کمی سے ہے جو کہ برطانیہ میں ہر سال 9 لاکھ کے لگ بھگ افراد کو متاثر کرتا ہے۔ اس امر کا اظہار ایک نئی تحقیق میں کیا گیا ہے۔ ماہرین نے پتہ چلایا ہے کہ دل کی ناکامی سے متاثرہ افراد میں فوری اور طویل المدت یادداشت متاثر ہوتی ہے جبکہ ان میں ردعمل صحت مند افراد سے زیادہ تیزی سے ہوتا ہے۔ ماہرین نے یہ تجربہ بھی کیا کہ ان کے دماغ کے حصوں میں ہونے والی تبدیلیاں یادداشت، فیصلہ سازی اور منصوبہ بندی کیلئے اہم تھیں۔ ماہرین کا کہنا تھا کہ اس کا مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ ایسے افراد کو ہمیشہ آسان اہداف بشمول مقررہ وقت پر ادویات لینا یاد نہیں رہتا۔ دل کی ناکامی ایک ایسی سنجیدہ صورت حال ہے جو اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ جب دل کو پورے جسم تک خون پمپ کرنے میں مشکل پیش آتی ہے تو اس کے نتیجے میں کیا ہوتا ہے۔ اکثر یہ صورت حال دل کے کمزور یا غیر لچکدار ہونے کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ یورپین ہارٹ جرنل میں شائع ہونے والی تازہ تحقیق میں دل کی ناکامی والے 35 افراد اسکیمک (Ischaemic) طرز کے امراض قلب میں مبتلا 56 افراد اور 64 صحت افراد کے ڈیٹا کو بنیاد بنایا گیا تھا۔ تمام افراد کی عمریں 45 سال سے زائد تھیں جبکہ ان میں کوئی دوسری قابل ذکر بیماری نہیں تھی۔ ماہرین نے دماغ میں بھورے مادے کا حجم دیکھنے کیلئے سکیننگ سمیت کئی ٹیسٹ لئے۔ اسٹڈی میں شامل یونیورسٹی آف ویسٹرن آسٹریلیا کے پروفیسر اوسوالڈو المیڈا کا کہنا تھا کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دل کی ناکامی کا تعلق دماغ میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہوتا ہے۔

برطانیہ میں ہیپاٹائٹس سی سے متاثرہ افراد کی تعداد 5 لاکھ ہے جو اس سے واقف نہیں

برطانیہ میں ہیپاٹائٹس سی کے وائرس سے متاثرہ ایسے افراد کی تعداد 5 لاکھ کے لگ بھگ ہے جو اس سے واقف نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے اس خوفناک مرض کے علاج میں پیشرفت اور بریک تھرو ضائع ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ ساؤتھمپٹن جنرل ہسپتال کے کنسلٹنٹ اور ماہر ہیپاٹولوجسٹ کا کہنا ہے کہ جن لوگوں میں اس بیماری کے وائرس کی دریافت ابتدائی مرحلے ہی میں ہو جاتی ہے ان میں صحت یاب ہونے کا تناسب 70 فیصد سے زیادہ ہے۔ یہ وارننگ ایسے موقع پر جاری ہوئی ہے جب این ایچ ایس میں اس مرض کے علاج کیلئے دونئی دوائیں شروع کی گئی ہیں جن کے نام ٹیلا پریور اور باسی پریور ہیں۔ یہ دوائیں ویلکم ٹرسٹ کلینیکل ریسرچ فیسیلٹی کی تحقیق کا نتیجہ ہیں اور ہیپاٹائٹس سی کے وائرس کو پھیلنے اور بیماری کو بڑھنے سے روک دیتی ہیں۔ ہیپاٹائٹس سی کا وائرس علامات کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی جگر کو تباہ کر دیتا ہے اور برطانیہ میں اس کے متاثرین کی تعداد نصف ملین سے زیادہ ہے۔

طویل بیماریوں میں مبتلا افراد کی ذہنی صحت کے علاج پر اربوں پونڈز کے اخراجات

این ایچ ایس کو ذیابیطس اور عارضہ قلب جیسی بیماریوں میں مبتلا لوگوں کی ذہنی صحت سے نمٹنے کیلئے ہر سال اربوں پونڈز خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ محققین کے مطابق جو لوگ طویل مدت تک بیمار رہتے ہیں ان میں ذہنی صحت کے مسائل عام لوگوں کے مقابلے میں دو سے تین گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ ان بیماریوں میں ڈیپریشن، بے چینی اور ڈیمنشیا شامل ہیں۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں میں جو طویل عرصے سے بیمار رہتے ہیں کم از کم 30 فیصد ذہنی صحت کے مسائل میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انگلینڈ میں 15 ملین افراد، ذیابیطس قلب، آرتھرائٹس، دمہ، ایچ آئی وی/ایڈز اور کینسر میں مبتلا ہیں۔ تھنک ٹینک کنگز فنڈز اور سینٹر فار مینٹل ہیلتھ کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ لوگوں کے ذہنی اور جسمانی دونوں بیماریوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اخراجات میں 45 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ تحقیق کے مطابق این ایچ ایس کے اخراجات کا 12 اور 18 فیصد ہر سال خراب ذہنی صحت اور مریضوں کی بہبود پر خرچ ہوتا ہے جو بالترتیب 8 اور 13 ارب پونڈ ہے۔ رپورٹ کے مطابق ہر 8 پونڈ میں سے ایک پونڈ طویل مدت کی بیماریوں کے علاج معالجے پر خرچ ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع وغروب 23۔فروری

طلوع فجر	5:16
طلوع آفتاب	6:41
زوال آفتاب	12:22
غروب آفتاب	6:03

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
پیٹ درد۔ بدہضمی۔ اپھارہ کیلئے کھانا ہضم کرتا ہے
ہر وقت گھر میں رکھنے والی دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری:6215713 گھر:6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل:0332-7063013

FR-10

W.B
Waqar Brothers Engineering Works
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Surgical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

BETA ®
PIPES
042-5880151-5757238